بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۷ — شمارہ ۱۱

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ - ۸/ روپے
ششماہی - ۴/ روپے
فی پرچہ ۱۵ پیسے / ممالک غیر - ۱۵/ روپے

۱۴ رامان ۱۳۴۷ ہش | ۱۴ ذوالحجہ ۱۳۸۷ھ | ۱۴ مارچ ۱۹۶۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۲ مارچ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۹ مارچ کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت نزلہ کے شدید حملہ کی وجہ سے ناساز ہے۔

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور ہمارے محبوب امام کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے۔

قادیان ۱۲ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال آج صبح آٹھ بجے پاسپورٹ پر پاکستان جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ جملہ افراد خاندان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے تھے۔ اس سفر میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ بھی آپ کے ہمرکاب ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ سفر و حضر میں اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیر و عافیت دارالامان واپس لائے۔

مدراس کی عالمی نمائش میں ”احمدیہ انٹرنیشنل قادیان“ بُک سٹال

ہندوستان اور ممالک غیر کے ہزاروں افراد کو اسلام و احمدیت کی مؤثر تبلیغ

رپورٹ مرتبہ مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور سٹیٹ

—(۲)—

ہمارے سٹال کا محل وقوع | ہمارا سٹال Russian Book Stall کے بالکل متصل ہے۔ اس کے ایک طرف Chin maya Publication Trust والوں کا سٹال ہے۔ دوسری سمت میں رومن کیتھولک عیسائیوں کا سٹال ہے جس پر کسی میری کا نام طاری ہے۔ اس کے مقابل میں بائیبل سوسائٹی والوں کا سٹال ہے جس کا نام Word of Life Book Centre ہے۔ جس پر I am The Light لکھا ہے۔ اس کے علاوہ رام کرشنا مشن اور سوامی داویکا نند والوں کا بھی سٹال ہے۔ مگر یہ دونوں بالکل ایک طرف ہیں۔ ٹھیک یاجوج ماجوج کی ناف میں ہمارا سٹال ہے۔

ہمارے سٹال کی ظاہری شکل

اس سٹال کا اندرونی بیرونی حصہ سوائے چھت کے جو کپڑے کی ہے باقی سب حصہ پلائی ووڈ اور کارڈ بورڈ سے تعمیر شدہ ہے۔ جس پر پینٹ کیا گیا ہے۔ اس کا باب الداخلہ مسجد نما ہے۔ جس کے حاشیوں کو سنہری رنگ سے پینٹ کیا گیا ہے۔ اس کے دو طرف راستہ ہے۔ باب الداخلہ کے ایک کونے میں ایک مینار پلائی ووڈ کا تعمیر کیا گیا ہے جسے تین سمتوں سے بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ باب الداخلہ کے دروازہ سے پہلی سطر میں ”احمدیہ انٹرنیشنل قادیان“ لکھا گیا ہے۔ دوسرا راستہ برآمدہ کی طرف ہے جس کی پیشانی پر عربی میں ”اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ لکھا ہے۔ اس کا ترجمہ انگریزی و تامل میں ساتھ لکھ دیا گیا ہے۔ ان دونوں عبارتوں کے درمیان بھی مینار کے پاس ایک طرف ایک کتبہ ہے جو مندرجہ بالا دونوں عبارتوں کے درمیانی حصہ ہے اس پر کلمہ طیبہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھ کر اس کا انگریزی میں ترجمہ لکھا گیا ہے۔ باہر کی طرف دو بیرونی کے پورے ستون ہیں جو دو کناروں پر ہیں۔ ان پر باہر کی جانب انگریزی میں تبلیغی عبارتیں لکھی گئی ہیں۔ یہ سب عبارتیں گذرنے والوں کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہیں۔ اور بہتوں کو انہیں پڑھ کر اندر آنے کی تحریک ہوتی ہے۔ بعض اسے مسجد سمجھ کر نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ انہیں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ بعض اسلامی کتب خانہ سمجھ کر کتب دیکھنے آتے ہیں۔ شب کو ٹیوب لائٹوں اور بلبوں کے ذریعہ اسے آراستہ کیا گیا ہے۔ مینار بھی چراغ ہدایت کا کام دیتا ہے۔

اس کا اندرونی حصہ

باب الداخلہ کے سامنے کی دیوار پر جلی حروف میں انگریزی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ انگریزی میں تحریر کیا گیا جس کے نیچے دنیا کا نقشہ پلائی ووڈ سے کاٹ کر [illegible] کے ذریعہ دیوار پر لگایا گیا ہے ...... اس پر دنیا میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ تعمیر شدہ مساجد کا انڈکس دیا گیا ہے۔ اور جہاں جہاں مساجد قائم ہو چکی ہیں ان علاقوں اور ممالک کا نام لکھا گیا ہے۔ غرض یہ نقشہ مندرجہ بالا پیشگوئی کے ظہور کا خاکہ پیش کرتا ہے۔ جسے لوگ

> — سارے نمائش میں ”احمدیہ انٹرنیشنل قادیان“ کا سٹال ہی اسلام کی نمائندگی کر رہا ہے۔ (عام تاثر)
>
> — اس جگہ جہاں کوئی مذہب سے تعلق رکھنے والا ایک شخص بھی مخلص نہیں آتا آپ کے تبلیغی جذبہ کو دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ (ایک سیلونی ڈیلیگیٹ)
>
> — مدراس میں نمائش کا انتظام ۳۴ کروڑ ..... نمائش کے مادی ماحول میں خالص روحانی ..... [illegible]

سٹال کے اندر آنے کے بعد دیکھتے ہیں۔ اندرونی دیواروں پر جماعت احمدیہ کے تبلیغی اور رسائل نمایاں طور پر لگائے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں جماعت احمدیہ کے ذریعہ تعمیر شدہ مساجد دارالتبلیغ کے فوٹوز۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ کے فوٹوز۔ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بڑے فوٹوز۔ اہم شخصیتوں کو قرآن حمید کے تراجم اور اسلامی لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کے فوٹوز۔ مغربی افریقہ اور دیگر ممالک میں احمدیہ کے ذریعہ تبلیغ کے یہ فوٹوز سٹال کی دیواروں پر چسپاں کئے گئے تھے۔ جس کی ان فوٹوز پر نظر پڑتی وہ اندر آ کر انہیں غور سے دیکھتا

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۸ء

چودہ (۱۴) مارچ

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ۱۴ مارچ کا دن ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے جسے بجا طور پر جماعت احمدیہ میں استحکام خلافت کا نقطہ آغاز کہا جا سکتا ہے۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ کا جس اہم مسئلہ پر اجماع ہوا وہ خلافت احمدیہ کا قیام ہی ہے۔ لیکن استحکام خلافت کا کام خلافتِ ثانیہ میں ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کے تمام افراد نے متفقہ طور پر حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح مان کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس موقعہ پر کسی نے اختلاف کیا اور نہ کسی کو کوئی شک و شبہ ہوا۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری کی حیثیت سے جو اعلان بیرونجات کی جماعتوں کی اطلاع کی غرض سے شائع ہوا اس کا ابتدائی حصہ اس کا واضح ثبوت ہے اس اطلاع میں لکھا گیا کہ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود بہ اجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

(الحکم ۲۸ مئی و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

مگر نہایت درجہ افسوس کا مقام ہے کہ چھ سال تک خلیفۃ المسیح کی اطاعت میں رہنے اور عملی طور پر خلافت کے جوئے کو اپنی گردنوں پر قبول کر لینے کے بعد جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ اور جانشین کا وقت آیا تو جو لوگ محض منافقت کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ساتھ وابستگی کا اظہار کرتے تھے وہ سب کھل کھیلے اور سرے سے خلافت ہی سے منکر ہو بیٹھے اس طرح ان لوگوں نے سب سے پہلے وصایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ الوصیت سے عملاً انحراف کیا۔

(۲) قادیان کی مقدس بستی میں رہائش اور اس کے ساتھ ظاہری وابستگی کی برکات سے اپنے آپ کو محروم کر لیا۔!!

(۳) اس طرح بہشتی مقبرہ بہشتی کی نعمت سے بھی بے نصیب بنا لیا۔ مگر جماعت کی اکثریت خدا کے فضل سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا یا پیہ قائم رہی اور ان خوش نصیب افراد نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ارجمند سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو اسی طرح ابناءِ واجب الاطاعت امام اور خلیفۃ المسیح الثانی تسلیم کیا جس طرح چھ سال قبل سیدنا حضرت مولانا نورالدین کے ہاتھ پر خلافت اولیٰ کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔

قادیان سے منہ موڑ لینے کے بعد منکرین خلافت نے جماعت کی مخالفت بلکہ عداوت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر چونکہ اس مبارک وجود پر خدا کا سایہ تھا اس لئے ان لوگوں کی مخالفت نہ ہی جماعت مبایعین کا کچھ بگاڑ سکی اور نہ ہی اس کے مقدس امام کے ترقیاتی پروگراموں میں کسی طرح کی روک پیدا کر سکی۔ ابتدا میں ان لوگوں نے آپ کو "ایک بچہ" کہہ کر آپ کی حیثیت کو معمولی اور اپنے آپ کو فائق قرار دیا۔ مگر بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ اس بچہ کے سامنے بڑے بڑے تجربہ کار محض طفل مکتب ثابت ہوئے۔!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۵۲ سال جماعت کی کامیاب قیادت کی جماعت کی شاندار خدمات کے سلسلہ میں آپ کے سنہری کارنامے ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں جماعت احمدیہ نے نمایاں پوزیشن حاصل نہ کی ہو (۲) اور کوئی ایسا میدان نہیں جس میں آپ کی کامیاب قیادت نے دشمنوں کو پسپا ہونے پر مجبور نہ کر دیا ہو۔

(۳) افراد جماعت کے دلوں میں اپنے امام کے ساتھ جس قدر محبت اور فدائیت کا تعلق رہا ہے اسی کا عملی ثبوت ہے کہ حضور رضی اللہ عنہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر موقعہ پر جماعت نے اسلام و احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنے مالوں کا معتدبہ حصہ پیش کیا۔

(۴) آپ کے ذریعہ جماعت کو ایسی ایسی دینی خدمات کی سعادت حاصل ہوئی جن کی نظیر کسی دوسرے اسلامی فرقہ میں نہیں ملتی آج اسلام کی تبلیغ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو اکناف عالم میں لہرا دینے کے شاندار منصوبے عملی جامہ پہن کر دنیا کی توجہ کا مرکز بن چکے ہیں۔

(۵) دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہو کر ان ممالک کے باشندگان کی مادری زبان میں کلام اللہ کے سمجھنے اور اس کی زندگی بخش تعلیمات سے مستفید ہونے کی نعمت حاصل ہو رہی ہے۔

(۶) مختلف ممالک میں لاکھوں لاکھ روپے کے صرفہ سے سینکڑوں مساجد کی تعمیر ہو کر توحید باری تعالےٰ اور اس کی تکبیر کی صدائیں بلند ہونے لگی ہیں۔ اور ہزاروں ہزار سعید روحوں کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے دروازے کھل گئے ہیں۔

(۷) آپ ہی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مختلف اوقات میں جماعت کے سینکڑوں نوجوانوں نے اسلام کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں اور محض اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنے اعزہ و اقرباء سے جدا ہو کر سالہا سال تک غیر ممالک میں اپنی زندگیاں گذار نے میں اپنی سعادت سمجھتے رہیں۔

(۸) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مبارک وجود کی روحانی تبرکات کے علاوہ آپ کے خطبات، تقاریر اور بلند پایہ تصنیفات ایسا علمی خزانہ ہے جو صدقہ جاریہ کے طور پر تا قیامت علم اور روحانیت کی پیاسی روحوں کو شاد کام کرتا رہے گا۔

(۹) یہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی برکات عظیمہ ہی کا نتیجہ ہے کہ جب آپ اپنی طبعی زندگی گذار کر اللہ کو پیارے ہوئے تو آپ اپنے پیچھے ایک ایسی فعال جماعت چھوڑ گئے جو خدا کی راہ میں ہر قسم کی جانی مالی قربانی کرنے کے لئے بے دریغ تیار رہتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ساری جماعت من حیث الجماعت پورے شرح صدر کے ساتھ اس بات پر قائم ہے کہ جماعت کو کلمہ واحدہ پر جمع کرنے کے لئے افراد جماعت کا خلافت حقہ احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہنا نہایت ضروری ہے یہ وہ نعمت ہے کہ اسلام کے صدر اوّل میں خلافتِ راشدہ کے مبارک دور کے بعد مسلمان اس سے محروم رہ جانے کی وجہ سے دن بدن قعر مذلت میں گرتے چلے گئے۔ اور باوجودیکہ دنیا میں متعدد نامی اسلامی حکومتیں بھی قائم ہیں مگر وہ رعب اور دبدبہ جو خلافت کے ساتھ وابستگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کو غیروں پر حاصل تھا۔ اب اس کا کچھ حصہ بھی تو ان حکومتوں میں نظر نہیں آتا۔

(۱۰) خواہ کوئی تسلیم مانے یا نہ مانے حقیقت یہی ہے کہ عالم اسلامی کے اتحاد کا واحد ذریعہ یہی خلافت کی نعمت ہے مگر ایسی خلافت جو خدا تعالےٰ کی طرف سے قائم ہو اور ہر قدم پر خدا تعالےٰ کی نصرت و تائید اس کے شامل حال ہو۔!!

الغرض یہ دس حقائق ہیں جو موٹے طور پر چودہ مارچ کے مبارک روز سامنے آتے ہیں جن میں سے ایک ایک بات اپنے دامن میں ایمان افروز تفصیلات کا مرقع لئے ہوئے ہے اور ساتھ کے ساتھ منکرین خلافت کا عبرت ناک انجام اور خلیفہ برحق کی مخالفت کرنے والوں کا ہر میدان میں ناکام و نامراد ہونے کی واضح تاریخ ایک سنجیدہ مزاج انسان کے لئے صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں ایک روشن مشعل کا کام دیتی ہے۔ اس لئے مبارک ہے وہ شخص جو ان باتوں پر تخلی بالطبع ہو کر غور کرتا اور اپنی عاقبت کو سنوارنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔!!

قادیان میں عیدالاضحیہ کی مبارک تقریب

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ حسب معمول اس سال بھی جماعت احمدیہ قادیان نے مقامی طور پر عیدالاضحیہ کی مبارک تقریب مسنون طریق پر منائی۔

نماز عید ساڑھے نو بجے صبح بڑے باغ میں واقع پارک میں ادا کی گئی سب سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسنون طریق پر عید کا دوگانہ پڑھایا۔ اس کے بعد آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا وہ ایمان افروز خطبہ عیدالاضحیہ پڑھ کر سنایا۔ جو حضور رضی اللہ عنہ نے بتاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو بمقام ربوہ ارشاد فرمایا۔ اور اس میں اس مسئلہ کو باوضاحت بیان کر کے فرمایا تھا کہ ہم یہ عید اس بات کے اظہار کیلئے مناتے ہیں کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ آؤ ہم نئی روح کے ساتھ اٹھیں اور کوشش کریں کہ ابراہیمی نسل اور بھی پھیلے۔ خطبہ کے بعد آپ نے جملہ حاضرین سمیت لمبی پُرسوز دعا کی اور بعد ازاں احباب ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے

خطبہ جمعہ

حقیقی نجات کیلئے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عرفان کا ہونا ضروری ہے

معرفت کا حصول نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور محبت کے ساتھ وابستہ ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۳ر فروری ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج میں دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ حقیقی نجات کے طالب بنیں اور اس راہ میں ہر قسم کے مجاہدات کرتے چلے جائیں۔ نجات کے معنی دنیا نے درست نہیں سمجھے۔ مثلاً عیسائی سمجھتے ہیں کہ گناہ کے مواخذہ سے بچ جانے کا نام نجات ہے۔ اور اس غلط سمجھ کے نتیجہ میں وہ نجات کے لئے مسیح کے خون اور کفارہ کے عقیدہ کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ سب ان کی بھول ہے۔

نجات کے حقیقی معنے

اس خوشحالی کے ہیں جس کے نتیجہ میں دائمی مسرت اور خوشی انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کی بھوک اور پیاس انسانی فطرت میں پیدا کی گئی ہے انسان طبعاً اور فطرتاً خوشحالی کا متلاشی ہے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو اپنے ایک نئے نومسلم جرمن بھائی کے ایک خط کی دیتا ہوں۔ انہوں نے جب ہم فرینکفورٹ میں تھے اس وقت بیعت کی اور اسلام لائے۔ کچھ عرصہ ہوا غالباً دو یا تین ہفتے ہوئے اُن کا ایک خط مجھے ملا وہ خط بڑا پیارا ہے اس لئے کہ وہ فطرتِ انسانی کی آواز ہے اس خط میں اُنہوں نے لکھا کہ دنیا خوشحالی کی تلاش میں سرگرداں پھرتی ہے اور اُنہیں وہ حاصل نہیں ہوتی۔ میں اسلام لایا تو

اسلام کی حسین تعلیم

کے نتیجہ میں میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ مجھے ساری دنیا کی خوشیاں حاصل ہو گئی ہیں یعنی وہ فطرتی آواز جس کو اسلام لانے سے قبل خود بھی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اسے انہوں نے سمجھا۔ اور اللہ تعالےٰ کی حمد سے اس کا دل اس تصور کی وجہ سے لبریز ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اسلام لانے کی جو توفیق دی ہے۔ اس کے نتیجہ میں فطرت کا یہ تقاضہ ہے کہ مجھے خوشحالی ہر وقت نصیب رہے پورا ہو گیا۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہے۔

انسان نے مال اور دولت اور مادی ترقی میں خوشحالی کی تلاش کی مادی لحاظ سے ترقیات قوموں نے بہت حاصل کریں۔ بڑے مالدار بھی ہو گئے لیکن خوشحالی اسے نصیب نہیں ہوئی۔ روس ہے۔ یورپ کی اقوام ہیں۔ مادی لحاظ سے وہ بڑی ترقی یافتہ ہیں۔ بڑی امیر قومیں ہیں۔ ہر قسم کی مادی اور جسمانی سہولتیں انہیں حاصل ہیں۔ ہم میں سے اکثر ان کا تصور بھی یہاں نہیں کر سکتے لیکن پھر بھی ان کے دل خوش نہیں۔ اور یہ احساس ان کے اندر پایا جاتا ہے کہ وہ مقصد جسے ہماری فطرت جسے ہمارے نفس حاصل کرنا چاہتے تھے وہ ہمیں حاصل نہیں ہوا۔ سیاسی اقتدار اور

دنیا میں غلبہ حاصل کرنے

کی بھی انسان نے کوشش کی۔ اور اس میں اپنی خوشحالی کو سمجھا۔ لیکن امریکہ ہی کو دیکھ لو۔ سیاسی اقتدار اور غلبہ کے نتیجہ میں اس قوم نے خوشحالی تو کیا حاصل کرنی تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں اپنے بچوں کو دنیا کے مختلف خطوں میں مروا رہے ہیں۔ اور جو چیز یہ وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ انہیں حاصل نہیں ہو رہی یعنی انسان کی فطرت کے اندر خدا تعالےٰ نے یہ رکھا ہے کہ وہ ایک خوشحالی حاصل کرے جس کے نتیجہ میں

دائمی اور ابدی مسرتیں اور لذتیں

اسے حاصل ہوں۔ اس کے لئے اسلام نے ہمیں تعلیم بھی دی ہے اور اسلام نے [illegible] ذریعہ ہم پر اس خوشحالی کی راہیں بھی کھولی ہیں۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ حقیقی خوشحالی جو دائمی مسرتوں کا موجب ہوتی ہے۔

عرفانِ الٰہی کے بغیر ممکن نہیں

اللہ تعالےٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت ہی ہے جس کے نتیجہ میں حقیقی خوشیاں انسان کو مل جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی صفات کا جب حقیقی علم انسان کو ہوتا ہے تو اس کے دو معنے کئے جاتے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کی جلالی صفات کا اس پر ظہور ہوا۔ اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جمالی صفات کا اس پر ظہور ہوا اور

. . . .

. . . . . جس وقت اللہ تعالےٰ کی جلالی صفات کا کسی انسان پر ظہور ہو تو اس کا دل اپنے رب کے خوف سے کانپ اُٹھتا ہے۔ اور حقیقت اس پر آشکار اور نمایاں ہو جاتی ہے کہ خدا کا غضب ایک ایسی آگ ہے جو جلا کے رکھ دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی جب

اللہ تعالےٰ کی جمالی صفات

کا اس پر جلوہ ظاہر ہوتا ہے اور حسن کی تجلی اس پر ہوتی ہے تو اس کا دل اپنے رب کی محبت سے بھر جاتا ہے۔ ان دو جلووں کے بعد وہ اپنے رب کو حقیقی معنی میں پہچاننے لگ جاتا ہے اور اپنے رب کی قدر جو اس کے دل میں ہونی چاہیئے وہ پیدا ہو جاتی ہے ورنہ دوسروں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ جنہوں نے اس کی ذات، اس کے جلال اور جمال کا مشاہدہ نہیں کیا وہ اس کی قدر کو کیا جانیں لیکن جب ایک مسلمان اپنے رب کی جلالی اور جمالی صفات کا اپنی زندگی میں مشاہدہ کرتا ہے اور اس یقین پر قائم ہو جاتا ہے۔ اور اس حقیقت کو پا لیتا ہے کہ اس غفار و تواب خدا کی ناراضگی ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ تو تمام گناہوں سے وہ نجات پا جاتا ہے۔ ہر اُس چیز کے کرنے سے اُس کی روح اور اُس کا جسم کانپ اُٹھتا ہے جس کے کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا۔ غرض ایک ہی جلوہ جلالی صفات کا جب ظاہر ہوتا ہے تو

ہر قسم کے گناہوں سے نجات

دلاتا ہے۔ بشرطیکہ معرفت کامل اور حقیقی ہو ادھوری نہ ہو۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے حسن کو انسان دیکھتا ہے تو اس کی محبت سے دل لبریز ہو جاتا ہے۔ اور اس محبت الٰہی کے سمندر میں وہ غرق ہو جاتا ہے۔ اور محبت کی آگ جسمانی خواہشات کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ وہ ہر ممکن کوشش (اپنی فکر اور تدبیر اور اپنے عمل سے) کرتا ہے کہ اپنے اس محبوب اور مطلوب کو اس کی رضا کو حاصل کر لے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ حقیقی لذت اور سرور خدا تعالےٰ کی محبت ہی میں ہے۔ تب وہ نجات پاتا ہے کیونکہ تب اُسے حقیقی اور سچی خوشحالی نصیب ہوتی ہے اور اس کی فطرت کے اندر اللہ تعالےٰ نے جو ایک لگن لگائی ہے کہ اس کا تعلق پختہ طور پر اس کے پیدا کرنے والے کے ساتھ قائم ہو جائے وہ مقصد اس کو حاصل ہو جاتا ہے پس حقیقی نجات کے لئے معرفت اور عرفان کا ہونا ضروری ہے۔ اور جب

اللہ تعالیٰ کی صفات کی اور اس کی ذات کی معرفت

اور اس کے جلال اور جمال کے جلوے انسان کو حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو وہ گناہ سے سب سے زیادہ ڈرنے لگتا ہے جتنا

اس پیالے سے جس کے متعلق اُسے یقین ہوتا ہے کہ اس کے اندر مہلک زہر گھلا ہوا ہے وہ اس کے قریب نہیں جاتا۔ وہ اس سے ایک قطرہ بھی پینے کے لئے تیار نہیں ہوتا اس طرح ہر اس چیز سے انسان بچتا ہے کہ جس کے متعلق قرآن کریم میں اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں یہ پایا جاتا ہے کہ اس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا ہے گناہ سے کلی نجات اُسے حاصل ہو جاتی ہے۔

اور جب وہ

اپنے رب کا پیار

دیکھتا ہے۔ وہ پیار جو اُسے اپنی ماں اور باپ سے بھی نہیں ملا تھا اور وہ پیار جو دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا شخص یا اشخاص اُسے نہیں دے سکتے۔ تو بس وہ اُسی پر فدا ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی اپنی مرضی باقی نہیں رہتی وہ اسی دنیا میں اللہ تعالےٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو جاتا ہے غرض نجات کا تعلق صرف اخروی زندگی کے ساتھ نہیں نجات اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے اور اخروی زندگی میں بھی کسی وقت ختم نہیں ہوتی یعنی اس کی ابتدا تو ہے مگر اس کی انتہا نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ایک ابدی زندگی اپنے بندوں کے لئے اس دنیا میں مقدر کی ہوئی ہے۔ پس یہ سمجھنا کہ نجات ہمیں دوسری دنیا میں ملے گی لیکن اس دنیا میں اس کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوں گے یہ حماقت ہے۔ اسی دنیا میں انسان نجات حاصل کرتا ہے اس دنیا میں وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ اس نے اللہ تعالےٰ کو کچھ اس طرح سے پہچان لیا ہے کہ وہ اس کی ناراضگی کو ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور کچھ اس طرح اس نے اس کی معرفت حاصل کر لی ہے۔ اس کے جمال اور اس کے حُسن کو دیکھ لیا ہے کہ وہ اپنی ہر چیز بلکہ اپنے نفس کو بھی اسی کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہتا ہے اور اسی میں اس کی ساری لذت ہے اور اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک ذاتی محبت اور پیار اس

پاک اور اعلےٰ اور عظیم ہستی

کے ساتھ اُسے ہو جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ اس محبت میں ہی اپنی جنت کو پاتا ہے۔ کسی انعام اور ثواب کا خواہش مند نہیں ہوتا۔ اس دنیا میں ہر قسم کی تلخیاں اس محبوب کے لئے برداشت کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور اُس دنیا میں یعنی اخروی دنیا میں بھی کسی اور ثواب کی وہ خواہش نہیں رکھتا سوائے اس ثواب کے کہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے جلوے ہر آن اس پر جلوہ گر ہوتے رہیں۔ غرض نجات اسی دنیا ہی میں مل جاتی ہے۔ اور اس نجات کے حصول کے لئے انتہائی قربانیاں اور انتہائی مجاہدات کرنے ہمارے لئے ضروری ہیں اور ہمارے ہی فائدہ کے لئے ہیں۔ اس نجات کے حصول کے لئے کسی اور کے خون یا کسی اور کو صلیب پر چڑھ جانے کی ضرورت نہیں۔

اپنے نفس کی قربانی

دینی پڑتی ہے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

"نہ کوئی خون تمہیں فائدہ پہنچا
سکتا ہے سوائے اس خون
کے جو یقین کی غذا سے خود
تمہارے اندر پیدا ہو"

اور حقیقت یہ ہے کہ جب یہ خون ہمارے اندر پیدا ہو جائے اور عرفان کو ہم کلی طور پر حاصل کر لیں تو پھر عصیان ہمارے دل کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ سب گند دور ہو جاتے ہیں۔ سب خوشیاں حاصل ہو جاتی ہیں۔ سب پاکیزگیاں اس گھر کا حصہ بن جاتی ہیں اور اللہ تعالےٰ کے بے شمار فضلوں اور نعمتوں کے جلوے انسان اپنی زندگی میں مشاہدہ کرتا ہے۔

پس نجات کے لئے معرفت کا حصول ضروری ہے اور معرفت کے حصول کا ذریعہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں

نبی اکرمؐ کی کامل اتباع اور محبت

کو بتایا ہے۔ پس نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو کہ آپ کی ہر حرکت اور آپ کے ہر سکون کو نقل کرنے کی خواہش ہر وقت دل میں موجزن رہے یعنی اتباع اسوۂ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کے لئے انسان تیار ہو جائے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان یہ بھی ہے (جو ہم نے حضورؐ کے سارے ہی احکام کی اتباع کرنی ہے) کہ

مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً الْجَاهِلِيَّةِ۔

دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کی اطاعت ہمارے لئے ضروری ہے اگر کسی سے رشتۂ محبت قائم رکھنا ہم پر واجب ہے تو صرف اس لئے ورنہ اس لئے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار کے ساتھ اپنے

اس فرزندِ جلیل کا ذکر

فرمایا ہوا ہے جو آخری زمانہ میں دنیا کی طرف مبعوث ہونے والا تھا۔ آپ کے اس محبت کے اظہار کی وجہ سے ہمارے دل بھی اس عظیم فرزند کے لئے محبت کے جذبات پاتے ہیں اور بڑے شدید جذبات پاتے ہیں اسی لئے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں بھی اپنے اس فرزند کے لئے عظیم محبت کے جذبات دیکھتے ہیں

پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے خلفاء کی سنت کی بھی اتباع کرو اس لئے ہمارے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم آپ کی محبت سے مجبور ہو کر آپ کے فرمان کے مطابق

آپ کے خلفاء سے تعلق

رکھیں اور ان سے محبت کا رشتہ قائم کریں اور ان کی سنت کی بھی اتباع کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ اندھیروں کی موت ہمارے نصیب ہی ہو گی۔ اور جو شخص ایسا نہیں کرتا وہ اندھیرے میں ہے اُسے اپنی فکر کرنی چاہیئے۔

اصل بات یہ ہے کہ نجات کے حصول کا ذریعہ قرآن کریم نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ساتھ انتہائی محبت رکھنا بتایا ہے اگر ہم اس دنیا میں نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ موقوف ہے کامل معرفت پر۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ معرفت (کامل معرفت جو انسان کے دل میں اللہ تعالےٰ کا حقیقی خوف، اور اس کے لئے حقیقی محبت کو قائم کرتی اور اس کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کرتی ہے) تم حاصل نہیں کر سکتے جب تک ایک نمونہ جو کامل اور مکمل اور اعلےٰ ہے تمہارے سامنے نہ رکھا جائے۔ وہ نمونہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تمہارے سامنے رکھا گیا ہے۔ اس نمونہ کو سامنے رکھو۔ اس کی محبت اپنے دل میں پیدا کرو اور کسی صورت میں بھی اس کی اتباع سے باہر نہ نکلو۔ جو وہ کہتا ہے وہ کرو۔ جس رنگ میں وہ عبادت بجا لانے کے طریق بتاتا ہے اور جس طور پر وہ مخلوق کے ساتھ ہمدردی یا حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے اس پر عمل کرو۔ ہر چھوٹی اور بڑی بات میں ہر حال تم نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرنی ہے۔

پس ایک احمدی کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ

ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے

کہ ہم اس خوش حالی کو حاصل کریں جس کے نتیجہ میں دائمی مسرت اور دائمی خوشیاں ملتی ہیں اور جو کہ ایک ادب ہے جس اللہ تعالےٰ نے ہماری فطرت کو لگا دی ہے اور جس کے لئے عرفان کا حصول ضروری ہے ایسی معرفت جس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کی صفات (جلالی بھی اور جمالی بھی) انسان پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ جس کے بعد انسان کا دل خدا تعالےٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے یہ خوف کہ کہیں وہ ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ کیونکہ ہم اس کی ناراضگی کو برداشت نہیں کر سکتے اور جس کے نتیجہ میں ہمارا دل اس کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے وہ محبت جو ہر غیر سے ہمیں بے نیاز کر دیتی ہے۔ غیر اللہ کے ساتھ محبت یا ان کے ساتھ کوئی لگاؤ باقی نہیں چھوڑتی۔ اپنا نفس بھی انسان بھول جاتا ہے تمام انسانی خواہشات کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کی تڑپ ہوتی ہے جو اس کی جان اور اس کی روح بن جاتی ہے اور ذاتی محبت اللہ تعالےٰ کے لئے انسان کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم کہتا ہے

کہ نجات اگر تم حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (جو کامل اور مکمل اسوہ ہیں) کی اتباع کرو اور آپ کے لئے حقیقی اور سچی محبت اپنے دل میں پیدا کرو تب خدا تعالےٰ کی محبت پاؤ گے اس کے بغیر نہیں پا سکتے۔ پس ہمیں نجات کے حصول کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا چاہیئے اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانیاں اور مجاہدات کرتے چلے جانا چاہیئے اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالےٰ ہماری ان حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے کہ سب کچھ اُسی کے فضل پر منحصر ہے۔ انسان اپنی کسی طاقت یا اپنے کسی عمل یا اپنی کسی قربانی یا مجاہدہ سے خدا تعالےٰ کی محبت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ نجات کو نہیں پا سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہی ہم پر نازل ہو اور وہ تھوڑے کو بہت سمجھ لے۔ وہ حقیر کو اعلےٰ سمجھ لے وہ ایک ذرہ ناچیز کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان پکڑ لے اور اس ذرہ ناچیز کے ذریعہ اپنی قدرت نمائی کے سامان پیدا کر دے۔ وہ جو سب قدرتوں والا ہے۔ وہ جو تمام فضلوں اور برکتوں والا ہے

وہ اپنے بندے پر فضل اور رحمت اور برکت کی بارش نازل کرنا شروع کر دے۔

نجات اُسی کے فضل پر منحصر ہے

اور اسی کے حصول کو جذب کرنے کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کی محبت کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے اور ہمارے لئے عرفان کی راہوں کو ہمیشہ کھولتا چلا جائے۔

(الفضل ۲۳؍ مارچ ۱۹۶۸ء)

مدینۃ المسیح قادیان کی خبریں

۱۔ مورخہ ۸؍۳؍۶۸ کا جمعہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پڑھایا۔ اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرمودہ خطبہ پڑھ کر سنایا۔

۲۔ اس سے ایک روز قبل مورخہ ۷؍ مارچ کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ایک تربیتی جلسہ ہوا جس میں پیشگوئی درباره پنڈت لیکھرام کی پوری تفصیل اور ایسے شاندار طریق پر پورا ہونے کے واقعات پر مدلل رنگ میں مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب نے روشنی ڈالی دوسرے نمبر پر مکرم چوہدری سردار محمد صاحب نے انگلستان میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی مختصر طور پر بیان کیے۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف مستقل طور پر انگلستان میں رہائش رکھتے ہیں آپ چند روز کے لئے مقامات مقدسہ کی زیارت کیلئے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۹؍۳؍۶۸ کو واپس تشریف لے گئے۔

۳۔ مکرم ظہور احمد صاحب گجراتی درویش کی معصوم بچی بعمر تین سال بتاریخ ۸؍۳؍۶۸ وفات پا گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ بچی ایک عرصہ سے نمونیہ کے باعث بیمار چلی آتی تھی۔

۴۔ مقامی طور پر عید الاضحیہ کی مبارک تقریب بتاریخ ۱۰؍ مارچ منائی گئی۔ لوکل انجمن احمدیہ کے انتظام کے تحت کل ۳۰ قربانیاں ذبح کی گئیں۔ جن میں سے بڑی تعداد بیرونجات کے ۲۰ احباب کی کثرت سے موجود تھی۔ خواہش پر ان کی طرف سے قادیان میں قربانی کا جانور ذبح کر دیا گیا اور ان کا گوشت مستحق درویش احباب میں تقسیم کیا گیا۔

جناب نصیر احمد صاحب فاروقی لاہوری اور ان کے بہنوئی مولوی محمد علی صاحب

مولوی صاحب کی تفسیر کے بارہ میں چند حقائق

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

مکرم نصیر احمد صاحب فاروقی نے اخبار پیغام صلح کے ایک گذشتہ پرچہ میں جناب مولوی محمد علی صاحب کی بعض باتیں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگرچہ مولوی صاحب موصوف میرے بہنوئی تھے مگر میں ان کی طرفداری نہیں کرتا ذاتی تجربہ بیان کرتا ہوں ہم فاروقی صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تفسیر لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اور اس کے متعلق بیان فرمایا تھا کہ یہ میرا کام ہے یا میرے شاگرد کا اب جناب مولوی صاحب موصوف کا ادعا ہے کہ انکی تفسیر بیان القرآن وہی تفسیر ہے اور یہ حضور کے منشاء کو پورا کرنے والا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تفسیر کا طرز بیان یہ بتایا تھا کہ مثلاً حضور سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس میں غیر المغضوب علیہم میں مسیح موعود کے لئے پیشگوئی ہے۔ اور وہ آ گیا ہوں۔

اب ہم فاروقی صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا جناب مولوی صاحب موصوف نے اپنی تفسیر میں سورۃ فاتحہ کی اس پیشگوئی کا ذکر سورۃ فاتحہ کے نوٹوں میں کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو وہ نکال کر دکھائیں۔ اور اگر انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا تو فاروقی صاحب یہ اعلان کرنے کے لئے تیار ہیں کہ جناب مولوی صاحب نے حضرت اقدس کے منشاء کو پورا نہیں کیا لہذا ان کی تفسیر حضرت اقدس کی منشاء کے خلاف ہونے کی وجہ سے حضور کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔

۲۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے کسی زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم میں منعم علیہم کے چار درجات کے متعلق لکھا تھا کہ

مسلمانوں کو بھی وسیع دعا کرنے کا حکم ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم اور اس کی قبولیت بھی یقینی ہے مخالف خواہ کوئی ہی معنی کرے مگر ہم تو اس پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے۔"

(اخبار الحکم مورخہ ۱۸؍ جولائی ۱۹۰۸ء)

اب یہ بات طلب امر یہ ہے کہ کیا جناب مولوی صاحب موصوف نے اپنی تفسیر میں اپنے ان معنوں کا ذکر کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو کہاں کیا ہے اور اگر نہیں کیا تو کیوں نہیں کیا۔ کیا مولوی صاحب نے ان معنوں کی تردید تو نہیں کر دی اگر تردید کر دی ہے تو کیوں؟ ان کی تردید کی کیا وجہ ہوئی۔ کیا فاروقی صاحب انکی اس تردید اور عقیدہ کی تبدیلی کا برملا اعتراف کریں گے؟ دیدہ باید۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں تحریر فرمایا:۔

"ان میں سے جو لوگ خدا کا الہام پانے والے اور خدا کے خاص جذبہ سے اس کی طرف کھینچے ہوئے ہیں نبیوں کے رنگ میں ہیں۔ اور جو لوگ ان میں سے بذریعہ اپنے اعمال کے صدق اور اخلاص دکھلانے والے اور ذاتی محبت سے بغیر کسی غرض کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں وہ صدیقوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ ان میں سے آخری نعمتوں کی امید پر دکھ اٹھانے والے اور جزا کے دن کا گویا مشاہدہ کر کے جان کو ہتھیلی پر رکھنے والے ہیں۔ وہ شہیدوں کے رنگ میں ہیں۔ اور جو لوگ ان میں سے ہر ایک فساد سے باز رہنے والے ہیں وہ صلحاء کے رنگ میں ہیں اور یہی سچے مسلمان کا مقصود بالذات ہے کہ ان مقامات کو طلب کرے۔ اور جب تک حاصل نہ ہوں تب تک طلب اور تلاش میں سست نہ ہو۔" (ص ۱۳۲)

یہ ہے اصل مدعا سورۃ فاتحہ کی دعا کا مگر جناب مولوی محمد علی صاحب نے نہ تو ان کی پرواہ کی نہ اپنے سابقہ معنوں کی اور اپنے عقیدہ میں تبدیلی کرتے ہوئے یہ لکھ دیا ہے

"اگر اھدنا الصراط المستقیم کو حصول نبوت کی دعا مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ تیرہ سو سال میں کسی مسلمان کی دعا قبول نہ ہوئی؟"

پھر فرماتے ہیں کہ

"مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے اور اس شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے جو اصول دین سے ناواقف ہے۔"

(بیان القرآن ص ۔۔)

چونکہ مولوی صاحب اپنے عقیدہ پر قائم نہیں رہے اس لئے انہیں یہ تردید کرنا پڑی۔ حالانکہ وہ خوب سمجھتے تھے کہ یہ قرآنی دعا ہے جس کا مدعا یہ ہے کہ اس امت کے افراد کو یہ سب مراتب ملیں اور وہ ان میں سے کسی سے محروم نہ رہیں یہ مدعا نہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنے نبی بننے کے لئے دعا کرے۔ امید ہے کہ مسٹر فاروقی صاحب، جناب مولوی محمد علی صاحب کی طرفداری کرنے کی بجائے شہادت حقہ ادا کریں گے عند اللہ و عند الناس مشکور ہوں گے ان کی جانبداری و غیر جانبداری کا اب ان کے بیانات سے پتہ لگے گا۔ اور یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دیتے ہیں یا اپنے بہنوئی صاحب کا۔ اپنی رائے کا اظہار کرنے سے قبل وہ مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی مدیر صدق جدید کا یہ نوٹ بھی ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے ان کے بہنوئی صاحب کی تفسیر کے متعلق لکھا ہے جس سے ان کی حقیقت ان کے سامنے آ جائے گی انہوں نے ۔۔۔

محمد علی صاحب کی تفسیر بیان القرآن کے متعلق تحریر فرمایا کہ

"مولانا صاحب کی تفسیر میں "احمدیت" کی بجائے "سید احمدیت" بھری ہوئی ہے۔ یعنی احمدیت کی بجائے اس میں سر سید احمد خان علیگڑھی کی نیچریت کا غلبہ ہے۔ یہ ہے مولانا محمد علی صاحب کی تفسیر کی حقیقت جس کا اظہار غیر جانبداری سے مولانا دریا بادی صاحب نے کیا ہے۔ پس ان کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کی طرف قطعاً منسوب کئے جانے کے قابل نہیں۔ پھر اسے "شخص" والے کشف کے مطابق قرار دینا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ کیا مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر انگریزی اس سے مراد نہیں ہو سکتی۔ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا ان کے نام میں علی کا لفظ موجود نہیں۔ پھر انہوں نے تو یہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم مقام خلیفۂ وقت کو پیش کیا۔ مگر جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر کس کو پیش کی۔ انہوں نے تو اپنی تفسیر اپنی انجمن کو بھی نہیں دی بلکہ اپنے بیوی بچوں کے نام پر رجسٹر کرائی۔ اور اس پر حق تصنیف وصول کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ اس تفسیر کو گو انہوں نے محرف و مبدل کر لیا مگر تصنیف تو انجمن سے باقاعدہ تنخواہ وصول کر کے کی تھی۔ یہ دوہرا فائدہ انہوں نے حاصل کیا ہے۔ گویا ڈبل تجارت ہے۔ یہ خدمت قرآن ہے یا تجارت قرآن۔ اگر فاروقی صاحب اس کو تجارت قرآن ہی کے حق سمجھائیں۔ تو پھر ان کی غیر جانبداری ...

مولانا صاحب کا یہ کہنا کہ ... نے تفسیر ... کی ہے۔ اور حضور کی ... زور دی ہے سراسر دیانتداری کے خلاف ہے۔ ... اگر مولانا صاحب ... تفسیر ... کی تفسیر ... اچھی تفسیر لکھی ہے تو پھر بھی ... کی منشاء کے مطابق نہیں کیونکہ ... احمدیت کی خصوصیات کے ذکر سے خالی ہے۔ جس کا اظہار مولانا دریا بادی صاحب نے برملا کر دیا ہے۔ اگر فاروقی صاحب اب بھی اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ تو ان کی جانبداری میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔

پھر فاروقی صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مولانا صاحب موصوف یہ تو فرماتے ہیں کہ علوم و معارف کے چشمے اور قرآنی حقائق و دقائق اور علوم لدنیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلب سے سیدھے ان کے قلب میں آ پھوٹے ہیں۔ مگر وہ یہ بتانا نہیں چاہتے کہ یہ علوم انہوں نے حضرت اقدس کی کتب و تحریرات و تقریرات سے اخذ کئے ہیں۔ تاکہ دوسرے مسلمان اس میں مولوی صاحب کا کمال تو جان لیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے مولانا صاحب سے بدک نہ جائیں۔

علاوہ ازیں جناب مولانا صاحب حضرت اقدس کے معارف و علوم و تفسیر جو حضرت اقدس علیہ السلام نے متفرق کتب میں بیان فرمائی ہے۔ اسے لے کر چور کی طرح بھاگ گئے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے ہی سے ایک کشف کے ذریعہ سے یہ بات بتا دی گئی تھی کہ ایسا ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ آپ کی اس چرائی ہوئی تفسیر کو ایک شخص کے ذریعہ سے واپس کرائے گا۔ چنانچہ حضرت اقدس کا کشف درج ذیل ہے۔

۴ ستمبر ۱۹۰۶ء

فرمایا آج ہی ایک خواب میں دیکھا کہ ایک چوغہ زری جس پر سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے ایک چور اس چوغہ کو لے کر بھاگا اس چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا بعد اس وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ چور اس کو اس غرض سے لے کر بھاگا تھا کہ اس تفسیر کو نابود کر دے فرمایا اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ چور سے مراد شیطان ہے۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کر دے مگر ایسا نہیں ہوگا۔ اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ہمارے لئے موجب عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم"۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۳۶ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

فاروقی صاحب ملاحظہ فرمائیں کہ انکے بہنوئی صاحب کس طرح انجمن سے تنخواہ پاکر کی ہوئی تفسیر لے کر بھاگ گئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کے بھاگ جانے کے بعد تفسیر کبیر تیار کروا دی اور جو منشا حضرت اقدس کی تفسیر لکھنے سے تھی۔ وہ اس کی بھی پوری کر دی۔ یعنی چور کی چوری پکڑی گئی۔ حضرت اقدس کی جن تحریرات کو مولانا صاحب چھپانا چاہتے تھے وہ تفسیر کبیر میں آ گئیں اور وہ مقصد پورا ہو گیا۔ اور یہ رؤیا ظاہری طور پر پورا ہو کر تفسیر کبیر دنیا کے سامنے آ گئی۔ اور چور اپنے مقصد میں ناکام ہو گیا کیا فاروقی صاحب اب بھی اپنے بہنوئی کی طرفداری کریں گے؟ کیا وہ ان کی قبر میں داخل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ خدا تعالیٰ کے سامنے اس کے لئے جواب دہ نہ ہوں گے؟ اس سے بڑھ کر حقیقت و صداقت اور کس طرح مبرہن و ظاہر ہو سکتی ہے۔ اگر وہ اب بھی انہی باتوں کے پیچھے پڑے تو اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ ان کو خدا اور اس کے فرستادہ کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں وہ مغز کو چھوڑ کر چھلکے پر مر رہے ہیں۔ فاروقی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم ان کو ایسی سچی باتیں بتا رہے ہیں۔ جن کو ان کے بھائی بند بھی جانتے ہیں۔ اور جواب نہیں دیتے۔ اور اپنی باتوں کو جن کے متواتر جواب دیئے جاتے رہے ہیں۔ دہراتے رہتے ہیں۔ مگر اس بات سے ان کو یا ان کے گروہ کو فائدہ پہنچا ہے وہ یہی ہے ناکہ وہ دن بدن احمدیت سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں اور ان کی اولادیں اس سے بیگانہ ہوتی جا رہی ہیں۔ اور احمدیت کی مخصوصیات سے متصف ہونے کی بجائے ان سے محروم ہو گئی ہیں۔ صرف چندے وصول کرنے کی اور غیروں سے اپنی تعریف کروانے کی غرض ہے۔ وہ ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ مگر کبھی کبھی ان کی طرف سے ان چالوں کی قلعی بھی کھول دی جاتی ہے اور انعامی تحفہ بھی دے دیا جاتا ہے۔

مولوی نظام الدین کی چٹھی کا جواب

(بقیہ صفحہ ۸)

ان تحریرات کے بعد ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتے۔ آپ لوگ خود ہی غور فرما لیجئے

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

مولوی نظام الدین صاحب! اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسی کی دی ہوئی توفیق سے ہم آپ کی چٹھی کا جواب دے چکے ہیں۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ اس کا کیا جواب دیتے ہیں یا پہلے کی طرح خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ اسی طرح اپنے دستخطوں کے ساتھ تحریری جواب دیں جس طرح خاکسار نے دیا ہے۔

نوٹ۔ ہماری جانب سے کسی کو مناظرہ کی دعوت نہیں دی گئی اور ایسا کرنا موجودہ حالات کے اعتبار سے سخت غیر مناسب ہے۔

دعائے خصوصی کی تحریک

مکرم قریشی یونس احمد صاحب آف درویش قادیان ایک عرصہ سے سخت بیمار چلے آتے ہیں۔ اس وقت امرتسر وی جے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ تا حال کوئی خاطر خواہ افاقہ نہیں ہو رہا۔ احباب سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اپنے درویش بھائی کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

درخواست دعا۔ مکرم عبد الحمید شریف صاحب بمقام ساگر ضلع شیموگہ کی ... کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار ملک صلاح الدین قادیان

رانچی کے مولوی نظام الدین صاحب کی چِٹھی کا جواب

(از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

موجودہ حالات میں مناظرہ اور مباحثہ کی طرح ڈالنا اگرچہ سخت غیر مناسب ہے مگر رانچی کے مضافات میں غیر احمدیوں کی جانب سے مناظرہ کی بار بار دعوت دی گئی جسے سمیلیہ کے مقامی احمدیوں نے منظور کر لیا۔ ۲۲ر فروری مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی۔ بعدہٗ غیر احمدی شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور خود ہی مناظرہ کا معاہدہ نامہ واپس لے لیا۔ اور اس طرح مناظرہ نہ ہوا۔ خاکسار رانچی پہنچ چکا تھا۔ اسی دوران میں جناب مولوی نظام الدین صاحب قاسمی نے ایک چٹھی خاکسار کے نام بھجوائی جس کا جواب "بدر" کے قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے درج ذیل ہے:۔

اس علاقہ میں جماعت کے نہایت ذمہ دار رکن اور صدر انجمن احمدیہ کے جنرل سکریٹری و محترمی الحاج سید محی الدین احمد صاحب ایڈوکیٹ رانچی ہیں۔ بزرگان سلسلہ واحباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سید صاحب موصوف آپ کے اہل و عیال اور دوسرے احمدی احباب کا حامی و ناصر ہو اور اس علاقہ میں لوگ فوج در فوج میں داخل ہوں۔ آمین

چٹھی کا متن درج ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولوی نظام الدین صاحب قاسمی رانچی

بتوسط جناب محمد شفیع صاحب سکروڈیہ

السلام من اتبع الہدیٰ

آپ کی چٹھی محررہ ۱۵ر فروری بکرم محمد شفیع صاحب آف "سکروڈیہ" کے توسط سے بتاریخ ۱۷ر فروری کو خاکسار کو مل گئی ہے آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"مجھے افسوس ہے کہ اس دور میں جبکہ دنیا کے مصیبتوں میں ہر شخص زیادہ پریشان ہے جن کو لوگ مسلمان سمجھتے ہیں۔ آپ کو بھی غیر مسلموں کا طبقہ مسلمان ہی سمجھتا ہے اس لئے ان کی ایذا رسانی میں ہمارے شریک ہیں۔ اس دور میں مباحثہ و مناظرہ قطعاً غیر مناسب ہے؟"

الجواب۔ بلاشبہ "اس دور میں مباحثہ و مناظرہ قطعاً غیر مناسب ہے" چنانچہ خاکسار نے ۱۶ر فروری کو سکاچی بازار میں آپ کی زیر جواب چٹھی وصول کرتے ہوئے مکرم مولوی المعار الحق صاحب پیش امام مسجد سکاچی اور قیامت علی صاحب سردار "سکروڈیہ" اور مکرم محمد شفیع وغیرہم کے سامنے یہی کہا تھا کہ ہم بھی مولوی نظام الدین صاحب کی اس رائے کے ساتھ پورا پورا اتفاق رکھتے ہیں۔ البتہ ان لوگوں نے کہا کہ آپ آج رات ہمارے ہاں سکروڈیہ چلیں کسی قسم کا فتنہ فساد نہیں ہوگا کیونکہ ہماری خواہش ہے کہ پُرامن ماحول اور تہذیب کے دائرہ میں فریقین کے علماء کے مابین کچھ تبادلہ خیالات ہو جائے۔ اس پر مکرم قیامت علی صاحب نے کہا کہ اگر آپ ٹھہر جائیں تو آج رات ہم انہی مولوی نظام الدین صاحب کو آپ کے سامنے لے آئیں گے جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ مناظرہ قطعاً غیر مناسب ہے۔ خاکسار نے ان سے ایک تحریر لکھوالی کہ اگر اس موقعہ پر کوئی گڑبڑ ہوگی تو اس کی ذمہ داری مکرم قیامت علی صاحب پر ہوگی۔ بعدہٗ ان لوگوں نے آپ لوگوں کے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کیا اور کچھ دیر بعد واپس آکر بتایا کہ آج رات کے لئے مکرم مولوی نظام الدین صاحب اور کڈدر کے مولانا لوگ احمدی مبلغ کے سامنے آنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس کے بعد ہم لوگ واپس چلے آئے۔

پھر آپ لکھتے ہیں:

"ہم نے حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور آنجہانی مرزا صاحب کی دعائے مباہلہ اور اس کے نتائج اور دیگر عقائد فاسدہ کے متعلق ایک پمفلٹ بعنوان "قادیانی اسلام اور ہندوستان کے غدار ہیں" شائع کردیا ہے جو ہر فرد کی دانی سچائی ہے۔ [illegible] کا فیصلہ متعلقہ صدر کا فیصلہ [illegible] بایں [illegible] فیصلہ کن [illegible] ہوچکا ہے [illegible] تمام [illegible] نتیجہ میں تو آپ کی جماعت کو ایسی ہمت نہ کرنی چاہئے مگر اس کے باوجود آپ چاہتے ہیں کہ مناظرہ ہو تو تحریری طور پر لکھ کر بھیجیں گا۔ ہمارے اخراجات آپ کے ہوں گے اور حسب شرائط مناظرہ ہوگا۔"

الجواب۔ آپ نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک پمفلٹ بعنوان "سیف حقانی بجواب قادیانی" شہر رانچی اور مضافات میں شائع کرکے تقسیم کروایا تھا جس کی ایک کاپی آپ کو بھی بھجوائی تھی جسے حاصل کرکے آپ نے دستخطی رسید بھی دی تھی یہ رسید ہمارے پاس موجود ہے جس پر آپ کے ہاتھ کی تاریخ ۵ر فروری درج ہے۔ اور اس "سیف حقانی" کا جواب آج تک آپ کو شائع کرنے کی توفیق نہیں ملی۔

مولوی نظام الدین صاحب! آپ "مولانا" اور "عالم فاضل" کہلاتے ہیں مگر آپ کا عمل یہ ہے کہ اپنے پمفلٹ کو پیش کرتے ہیں لیکن خاکسار کے جواب کا تذکرہ تک نہیں کرتے۔ جس کا جواب آج تک آپ نہیں دے سکے حقیقت یہ ہے کہ آپ جیسے دورِ حاضرہ کے علماء کی ہی ایسی غیر اسلامی حرکات کے نتیجہ میں مسلمان ان سخت پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں جن پریشانیوں کا آپ نے بھی زیر جواب چٹھی میں تذکرہ فرمایا ہے۔

مولوی نظام الدین صاحب! آپ جانتے ہیں کہ جامع مسجد ہندپیڑھی رانچی کے قریب بتاریخ $\frac{۲}{۵۹}$ ۱۹ خاکسار اور آپ کے مابین ایک مباحثہ ہوا تھا۔ اس موقعہ پر فریقین کے دستخطوں کے ساتھ ایک عبارت ضبط تحریر میں آئی تھی۔ جس میں خاکسار نے لکھا تھا کہ:۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباہلہ سے گریز کیا"

اور آپ نے لکھا تھا:۔

"مولوی ثناء اللہ نے مباہلہ کیا اس کے نتیجہ میں مرزا صاحب کو ذلت کی موت ہوئی۔"

یہ تحریر فریقین کے دستخطوں کے ساتھ آج بھی ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اس تحریر کے بعد خاکسار نے آپ کے نام ایک چٹھی $\frac{۴}{۵۹}$ ۲۵ کو لکھی تھی جس میں اخبار اہلحدیث اور خود مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی تحریرات سے ثابت کر دیا تھا کہ وہ حضرت مرزا صاحب مہدی مسعود علیہ السلام کے ساتھ مباہلہ کرنے سے گریز اور فرار کی راہ اختیار کر گئے تھے۔ اور اس چٹھی میں آپ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں چیلنج بھی دیا تھا کہ:۔

"آپ نے خدا تعالیٰ کے مقدس مسیح و مہدی کے لئے جو ذلت کا لفظ استعمال کیا ہے اس لفظ کے آپ خود ہی اس وقت مورد و مصداق بن جائیں گے جب تک کہ آپ اپنے مزعومہ دعویٰ کو ثابت نہ کر دیں اور ہماری طرف سے آپ کو یہ ایک کھلا چیلنج ہے کہ آپ کبھی بھی یہ ثابت نہ کر سکیں کہ "مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب سے مباہلہ کیا"

(چٹھی محررہ $\frac{۴}{۵۹}$ ۲۵)

اس چٹھی کی نقول مندرجہ ذیل چیدہ علماء رانچی کی خدمت میں بھی بھیجی گئی تھیں: جناب صوفی جمال صاحب قاضی شہر۔ جناب حافظ ضمیر الدین صاحب میونسپل کمشنر۔ جناب مولوی نعمت اللہ صاحب بھاگلپوری۔ جناب مشتاق احمد صاحب مدرسہ عراقیہ۔ جناب غلام مصطفیٰ صاحب خطیب وغیرہم۔

مندرجہ بالا چیلنج کو اس کے بعد بھی متعدد مرتبہ بذریعہ تحریر و اخبار و پمفلٹ آپ کے سامنے پیش کیا گیا تھا مگر آج تک آپ اس چیلنج کے جواب میں ایک لفظ بھی لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

سمیلیہ میں جب کچھ لوگ احمدیت سے متاثر ہو رہے تھے اس موقعہ پر پھر آپ نے جماعت احمدیہ کی مخالفت شروع کی تھی۔ تب سمیلیہ کے آٹھ دس آدمی اسی چیلنج کو لے کر آپ کے مکان پر پہنچے تھے۔ اس کے بعد آپ پھر کچھ عرصہ تک خاموش رہے۔ بعدہٗ جب اردگرد میں جماعت احمدیہ قائم ہو رہی تھی تب پھر آپ نے مخالفت شروع کی تھی۔ اور "ختم نبوت"، "مسیح" کے موضوع اور متعلقہ مسائل کے متعلق آپ نے ایک پمفلٹ شائع کیا تھا۔ جس کے جواب میں خاکسار نے "مسئلہ وفات و حیات مسیح" اور کھلی چٹھی بنام مولوی

نظام الدین صاحب ناسک کے عنوانات پر پمفلٹ شائع کرکے تقسیم کروائے تھے۔ اور مستقبلہ مسودہ اور مناظرہ کی حقیقت طشت از بام کی تھی اور دونوں کا جواب بھی آپ کو شائع کرنے کی آج تک توفیق نہیں ملی۔ اور ماشاء اللہ تعالیٰ کے فضل سے سملیہ اور اڈہ میں بھی جماعت احمدیہ قائم ہے۔ الحاج سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ عرف دلبو بابو) کے دولتکدہ پر جو مناظرہ ہوا تھا۔ وہ اس سلسلے میں فیصلہ کن تھا کہ اس کے بعد متعدد غیر احمدی احمدیت میں داخل ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

پس جبکہ آپ نے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے مقدس نام کے ساتھ "ذلت" کا لفظ استعمال کرکے نعوذ باللہ اس لفظ کا مورد و مصداق بنانا چاہا ہے آپ کو متعدد ذلتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

اوّل۔ مندرجہ بالا وضاحت کے مطابق ہمارے تینوں پمفلٹوں کا جواب شائع کرنے کی آپ کو ابھی تک توفیق نہیں ملی۔ اور یہ امر بھی آپ کی "ذلت" پر دلالت کرتا ہے۔

دوم۔ آپ نے جب سے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کے بعد بیسیوں لوگ اسی علاقہ رانچی میں احمدیت میں داخل ہوئے ہیں جو آپ کی "ذلت" پر زندہ گواہ ہیں۔

سوم۔ مندرجہ بالا وضاحت کے مطابق آپ ہمارے اس عظیم الشان اور لرزہ پیدا کرنے والے چیلنج کے سامنے بے دست و پا دکھائی دیتے ہیں جو خود آپ کی تحریر پر دیا گیا ہے۔ اور آپ آج تک اس چیلنج کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں لکھ سکے۔

یہ وہ کھلی کھلی ذلتیں ہیں جن کا سامنا آپ کو ہے اور جن کا آپ انکار نہیں کر سکتے۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ:۔

"انی مھین من اراد اھانتک
وانی معین من اراد اعانتک۔"

یعنی اے مسیح موعودؑ جو تیری توہین کا ارادہ بھی کرے گا میں اس کو خود ذلیل کروں گا اور جو تیری اعانت کا ارادہ کرے گا۔ میں خود اس کی مدد کروں گا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

مولوی نظام الدین صاحب! ایک عرصہ خاموشی کے بعد آپ نے پھر احمدیت کی مخالفت شروع کر دی ہے جس کا ثبوت زیر جواب چٹھی بنام ملتا ہے۔ اس لئے اب پھر ہم اسی چیلنج کو آپ کے سامنے پیش کرکے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ بتائیں کہ کس دن اور کس تاریخ اور کس سال میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مباہلہ کیا تھا۔ کس اخبار اور رسالہ میں اس کی رپورٹ چھپی تھی ہمارا چیلنج ہے کہ کتب اور اخبارات کی ورق گردانی کرتے ہوئے آپ کی انگلیاں گھس جائیں گی۔ ہاتھ شل ہو جائیں گے اور آنکھیں پتھرا جائیں گی لیکن آپ کبھی بھی ثابت نہ کر سکیں گے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مباہلہ کیا۔ لہٰذا آپ کے لئے آسان راستہ یہی ہے کہ آپ تحریری معافی مانگتے ہوئے اپنے الفاظ واپس لے لیں اور صاف لکھ دیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے ساتھ کوئی مباہلہ نہیں کیا تھا۔ آپ یاد رکھیں کہ آپ دنیا کو اور اپنے آپ کو دھوکا دے سکتے ہیں لیکن اس حی و قیوم قادر مطلق اور عالم الغیب ہستی کو دھوکا نہیں دے سکتے جس نے حق و صداقت کے ساتھ سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور حضور کی پیشگوئیوں کے مطابق دور حاضرہ میں غلبۂ اسلام کے لئے حضرت مسیح و مہدی علیہ السلام کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔

ہمارا آپ کو ہمدردانہ مشورہ اب بھی یہی ہے کہ آپ اس معاملہ کو طول نہ دیں اور توبہ اور استغفار کرتے ہوئے اپنے الفاظ واپس لے لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو اپنے لئے نہ بھڑکائیں ؎

مجھے ہے ہرگز نہیں ہے کسی سے
یہ ما دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

نتائج آپ نے اپنی چٹھی میں "دعا مباہلہ" اور اس کے نتائج کے الفاظ بھی استعمال فرمائے ہیں اور چیلنج والی تحریر میں بھی "نتیجہ" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس لئے ذیل میں اس کی بھی مختصر وضاحت کر دی جاتی ہے شاید آپ کے لئے یہ وضاحت ہدایت کا باعث بن جائے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش کردہ دعا مباہلہ کو نامنظور کرتے ہوئے اور گریز کی راہ اختیار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔"

(اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

پھر یہ بھی مرقوم ہے:۔

"خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کریں۔"

(اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

ان تحریروں سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباہلہ سے گریز کیا۔ اس لئے مباہلہ تو نہ ہوا۔ البتہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی مسلمہ مندرجہ بالا تحریر کے مطابق بھی جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے اور ان کا آخری انجام کیا ہوا اسے ہم اپنی جانب سے نہیں بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ہم عقیدہ لوگوں کی دو تحریریں پیش کر دیتے ہیں۔

۱۔ مولوی عبد المجید صاحب سوہدروی اپنی تصنیف "سیرت ثنائی" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"مولانا مرحوم شہر کے رؤسا میں سے تھے لاکھوں روپے کا سامان موجود تھا ہزاروں روپے نقد ہزارہا روپے کے زیورات صندوقوں میں بند تھے ہزارہا روپیہ کا کتب خانہ تھا۔ جائیدادوں کی کمی نہ تھی مگر مولانا نے کسی چیز کو نگاہ حسرت آمیز سے بھی نہیں دیکھا۔ نہ آپ کچھ اُٹھایا نہ دوسروں کو اُٹھانے دیا۔ اس وقت صرف پچاس روپے آپ کی جیب میں تھے اور معمولی کپڑے زیب بدن اسی حالت میں آپ مع اہل و عیال مکان چھوڑ گئے اور کسی دوسری جگہ شب باش ہوئے۔

آپ کا مکان کو محفوظ نہیں تھا کہ بدمعاش لٹیرے جو اسی انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے ٹوٹ پڑے اور تمام سامان نقدی زیورات وغیرہ لوٹ کر لے گئے۔ اور اس لوٹ کھسوٹ کے بعد مکان کو بھی نذر آتش کر دیا۔

لٹیروں نے اسی پر بس نہ کی بلکہ آپ کا وہ عزیز ترین کتب خانہ جس میں ہزارہا روپے کی نایاب و قیمتی کتابیں تھیں اور جن کو آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا اور خریدا تھا جلا کر خاک کر دیں کتابوں کے جلنے کا صدمہ مولانا کو اکلوتے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا۔ یہ کتابیں حضرت کا سرمایۂ زندگی تھیں اور ان میں بعض تو اس قدر نایاب تھیں کہ ان کا ملنا مشکل بلکہ ناممکن ہو چکا تھا۔ یہ صدمہ جانکاہ آپ کو آخری دم تک رہا۔ اور حقیقت میں آپ کی موت کا سبب یہ دو ہی صدمات تھے۔ ایک فرزند کی اچانک شہادت اور دوسرے بیش قیمت کتب کی سوختگی چنانچہ یہ دونوں صدمے تھوڑے عرصہ میں آپ کی جان لے کر رہے۔"

(سیرت ثنائی صفحہ ۳۸۹، ۳۹۰)

اسی طرح اخبار "الاعتصام" لاہور لکھتا ہے:۔

"اگست ۱۹۴۷ء میں امرتسر نہایت قیامت خیز منظر کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔ فسادات کے ہلاکت خیز طوفانوں نے مولانا کی اقامت گاہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور ہر چند کہ وہ اپنے دیگر عزیزوں کے ہمراہ سلامتی سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا جوان اکلوتا بیٹا عطاء اللہ جس بری طرح ذبح کیا گیا۔ اس نے ان کے قلب و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پاکستان میں تشریف لا کر مولانا کچھ عرصہ گوجرانوالہ میں ٹھہرے اور پھر وہاں سے سرگودھا جا کر اقامت پذیر ہوئے اور رہے چند ماہ کے بعد اللہ کے حضور تشریف لے گئے۔"

(الاعتصام ۱۵ر جون ۱۹۶۲ء)

(باقی صفحہ ۲ پر)

اذکروا موتاکم بالخیر

دارالعلوم دیوبند کے صدر محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب کا ذکر خیر

ہمارے محترم استاد کی وفات

از قلم محترم مولانا ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ ربوہ

ماہنامہ برہان دہلی اور بعض دیگر اخبارات کے ذریعہ یہ خبر معلوم کر کے سخت افسوس ہوا کہ دارالعلوم دیوبند کے پرنسپل وہاں کے ممتاز استاد اور شیخ الحدیث محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب بلیاوی چند روز بیمار رہ کر اس جہان فانی سے کوچ کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

سنہ ۱۹۴۵ء کے اوائل میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خیال کا اظہار فرمایا کہ مروجہ علوم دینیہ فقہ حدیث اور منطق وغیرہ میں وسعت نظر پیدا کرنے کے لئے باہر کے علماء سے بھی استفادہ ضروری ہے۔ چنانچہ حضور کی ہدایت پر چند منتخب واقفین اس غرض کے لئے دہلی اور دوسرے شہروں میں بھجوائے گئے۔ حضور کی یہ ہدایت بھی تھی کہ کسی ایسے عالم سے فقہ اور حدیث کے علوم متداولہ پڑھے جائیں جو شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب کا شاگرد ہو۔ خاکسار اور برادرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب اس غرض کے لئے دیوبند ہوتے ہوئے دہلی پہنچے اور جامعہ ملیہ دہلی کے شیخ التفسیر خواجہ عبدالحی صاحب کی وساطت سے محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب بلیاوی سے ملے جو ان دنوں مدرسہ فتحپوری دہلی میں شیخ الحدیث اور صدر المدرسین تھے پروگرام یہ طے پایا کہ فقہ اصول فقہ کی مشہور کتب ہدایہ اور مسلم الثبوت کے لئے مولوی صاحب الگ وقت دیں گے اور بخاری شریف کا درس مدرسہ کی باقاعدہ کلاس میں بیٹھ کر سننے کی ہمیں اجازت ہو گی۔ اس انتظام کے تحت پڑھتے ہوئے کوئی تین چار ماہ ہوئے ہوں گے کہ ایک دن مسجد فتحپوری کے صحن میں وضو کرنے کے لئے جو حوض بنا ہوا تھا اس کے پاس خاکسار وضو کر رہا تھا کہ اس دوران میں میرے ایک پرانے ہم کلاس اور مشہور احراری مناظر مولوی محمد حیات صاحب وہاں آ گئے اور مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے تم یہاں کیسے یا مرزائیت سے توبہ کر لو یا ہمیں مرزائی بنا لو خاکسار کو اس بلا تمہید اور بالکل اچانک جونک سے کافی پریشانی ہوئی۔ بہت سے طالب علم وہاں جمع ہو گئے۔ اور مولوی محمد حیات صاحب سے کہنے لگے کہ کیا یہ مرزائی ہے یہ تو یہاں مدرسہ میں ہمارے مولانا سے پڑھتا ہے۔ اس پر مولوی محمد حیات صاحب نے کہا یہ تو مرزائیوں کا مبلغ ہے اور سب کچھ پڑھا ہوا ہے میرے ساتھ بھی پڑھتا رہا ہے اس میں مرزائیوں کی ضرور کوئی سازش ہو گی۔ تم مجھے مولانا صاحب کے پاس لے چلو میں ان سے بات چیت کرتا ہوں خیر میں تو اس دوران میں رب کل شئی خادمک پڑھتے ہوئے وہاں سے چلا آیا اور احراری مولوی مدرسہ کے بعض طلباء کے ساتھ ہمارے استاد مولوی محمد ابراہیم صاحب کے پاس جا پہنچا۔ اور اپنی عادت کے مطابق کہنے لگا یہاں ایک مرزائی آپ کے پاس پڑھتا ہے مولانا بڑے زیرک اور معاملہ فہم بزرگ تھے۔ وہ احراری مولوی کی شرارت کو سمجھ گئے اور فرمانے لگے میں بھی سیف الرحمٰن کو جانتا ہوں یہ مدرسہ ہے اگر کوئی خاص بات آپ نے کہنی ہو تو مدرسہ کے بعد میرے مکان پر آ جائیے۔ آخر مولوی محمد حیات صاحب غصہ اور شرمندگی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ وہاں سے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جب یہ ہنگامہ کچھ ٹھنڈا پڑا تو خاکسار ان خدشات کے ساتھ کہ شاید آج پڑھائی سے جواب ہی مل جائے مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے سب طالب علموں کو کلاس سے چلے جانے کے لئے کہا اور مجھے فرمانے لگے ایک احراری مولوی صاحب آئے تھے اور تمہارے متعلق اعتراض کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا یہ ٹھیک ہے کہ میں اور میرے ساتھی ہم دونوں احمدی ہیں۔ لیکن آپ کو یاد ہو دہلی کے مسلمانوں کو آج اس کی فکر اور ڈر کیا ہے۔ دہلی کی مساجد کے اکثر ائمہ آپ کے شاگرد ہیں یہ شہر بھر کے بیسیوں مدرسوں کے اساتذہ کی اکثریت آپ کو حضرت الاستاذ کہتی ہے کیا ان کو یہ ڈر ہے کہ ہم آپ کو احمدی بنا لیں گے۔ انہیں تو خوش ہونا چاہیئے کہ اتنے بڑے مسلمہ عالم کے پاس اس عقیدہ کے دو طالب علم پڑھتے ہیں اور استاذ الکل کو انہیں سمجھانے کا موقعہ مل رہا ہے۔ مولانا میری یہ بات سن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے ہاں میاں یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن یہ شریر لوگ اب کوئی ہنگامہ نہ کھڑا کر دیں خاکسار نے کہا اتنے عرصہ سے ہم آپ کے پاس پڑھ رہے ہیں آپ نے ہمیں کیسا طالب علم پایا کیا ہم نے کبھی کوئی شرارت کی۔ کیا ہم دل لگا کر سنجیدگی سے پڑھتے نہیں۔ مولانا نے فرمایا یہ بات تو ٹھیک ہے کہ اس ساری کلاس میں تم جیسا سنجیدہ میری بات کو سمجھنے والا اور میری تقریر کے نوٹس بڑی عمدگی سے مرتب کرنے والا مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ میں نے عرض کیا کہ تو پھر یہ بڑا ظلم ہو گا کہ آپ ان علماء سے جو آپ ہی کے شاگرد ہیں ڈر کر ہمیں پڑھانے سے انکار کر دیں۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ نہیں میں پڑھانے سے تو انکار نہیں کرتا بخاری شریف کی کلاس میں تم باقاعدہ شریک ہو سکتے ہو۔ البتہ جو وقت میں تم کو الگ دیتا ہوں وہ یہاں مدرسے کے اندر نہیں دوں گا۔ غرض مولانا مرحوم نے کسی دباؤ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بڑی جرأت اور محبت سے قریباً سال بھر ہمیں استفادہ کا موقعہ دیا۔ لیکن شرارت پسند سرگرم عمل تھے وہ نواب زادہ لیاقت علی خان صاحب (جو ان دنوں دہلی اوقاف کمیٹی کے صدر تھے) کے پاس گئے اور شکایت کی کہ مدرسہ فتحپوری میں دو مرزائی طالب علم پڑھتے ہیں نواب زادہ صاحب نے مولانا کو بلایا اور اس بارہ میں بات چیت کی بعد میں مولانا صاحب نے ہمیں بتایا کہ اس طرح لیاقت علی خان صاحب نے انہیں بلایا تھا اور احراریوں کی شرارت پسندی کا ذکر کیا تھا وہاں تو میں نے یہی کہا کہ یہ طالب علم مدرسہ میں باقاعدہ داخل نہیں ہیں نہ انہیں مدرسہ سے کوئی وظیفہ یا امداد ملتی ہے اور نہ یہ ہماری لائبریری سے کوئی کتاب وغیرہ لیتے ہیں آتے ہیں اور سبق سن کر چلے جاتے ہیں میں ان کو حدیث رسول سننے سے کیسے منع کر سکتا ہوں تاہم اب چونکہ شرارت اس حد تک بڑھ گئی ہے اور ڈر ہے کہ کوئی ہنگامہ نہ ہو اس لئے آپ لوگ مدرسہ میں نہ آیا کریں البتہ پرائیویٹ وقت میں باقاعدگی سے دیتا رہوں گا اسی دوران میں خاکسار نے مولوی صاحب سے یہ بھی عرض کیا کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں تو اس وقت میں سے جو آپ ہمیں دیتے ہیں آدھ گھنٹہ آپ ہمارے عقائد پر تبصرہ کرنے میں صرف کریں۔ ہم خاموشی سے سنیں گے۔ لیکن شرط یہ ہو گی کہ جب ہم کہہ دیں کہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں تو پھر آپ کو اس پر اصرار نہیں کرنا ہو گا کیونکہ جب بات کو ہم مانتے ہی نہیں اس کی تردید یا تغلیط سے نہ آپ کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے اور نہ ہم پر اس کا کوئی اثر ہو سکتا ہے۔ مولانا نے اسی وقت تو اس تجویز کو تسلیم کر لیا اور کہا ٹھیک ہے لیکن عملاً کبھی ایسا موقع نہ آیا کہ آپ نے درس کے دوران میں کبھی ہمارے عقائد کا ذکر چھیڑا ہو یا ان پر نامناسب رنگ میں کبھی تنقید کی ہو۔ دہلی سے واپسی کے بعد بھی جب تک کہ ملک تقسیم نہیں ہوا تھا ایک آدھ دفعہ مولانا کے خط قادیان اس عاجز کے نام آتے رہے۔

مولانا موصوف اپنے فن کے خاص ماہر تھے اور علمائے دیوبند میں ان کا مقام بہت بلند تھا چنانچہ مولوی حسین احمد صاحب مدنی سابق پرنسپل دارالعلوم دیوبند کی وفات کے بعد آپ ہی کو دارالعلوم دیوبند کی صدارت تفویض ہوئی اور وہاں شیخ الحدیث کا رتبہ حاصل کیا ان کی وفات پر رسالہ برہان دہلی کے مدیر اعلیٰ پروفیسر احمد سعید صاحب اکبرآبادی ایم۔ اے صدر شعبہ اسلامیات علی گڑھ یونیورسٹی نے لکھا "علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے دارالعلوم دیوبند سے متعلق تھے اور شروع سے اکابر اساتذہ میں شمار ہوتا تھا معقولات مرحوم کا خاص فن تھا بے شبہ وہ امامت کا مقام رکھتے تھے منطق تھا شوق سے راقم الحروف نے دارالعلوم دیوبند میں مختلف علوم و فنون کی تعلیم ان اساتذہ سے حاصل کی ہے جن میں سے ایک اپنے فن میں یگانہ روزگار تھا۔ چنانچہ فلسفہ میں صدرا، شمس بازغہ، مولانا رسول خان صاحب سے پڑھیں اور منطق کی اعلیٰ کتابوں میں سے ملا حمد اللہ اور قاضی کا درس مولانا محمد ابراہیم سے لیا"

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مدراس کی عالمی نمائش میں" احمدیہ انٹرنیشنل قادیان" تبلیغی سٹال

(بقیہ صفحہ اوّل)

آ کر تفصیل دریافت کرتا ہے۔ ٹامل انگریزی اردو میں ان کو سمجھانے کے لئے کارکن اپنی ڈیوٹی پر مستعد کھڑے ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ جماعت کا تعارف حاصل کرنے کے بعد تفصیلی معلومات بہم پہنچانے کی درخواست کرتے ہیں جو زبانی باتیں سننے کے لئے آمادہ ہوں۔ انہیں زبانی معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ جو علیحدہ میں ہوں انہیں مناسب لٹریچر قیمتاً دیا جاتا ہے۔ اور جو مفت طلب کرتے ہیں۔ انہیں مناسب لٹریچر یا اشتہارات حسب موقعہ پیش کئے جاتے ہیں۔ متعدد مسلمان آکر خوشی اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ساری نمائش میں احمدیہ انٹرنیشنل قادیان کا سٹال ہی اسلام کی نمائندگی کرنے والا واحد سٹال ہے۔ اُن سے عرض کیا جاتا ہے کہ صرف نمائش میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں صرف جماعت احمدیہ ہی واحد منظم جماعت ہے جو صحیح معنوں میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر رہی ہے۔

احمدیہ انٹرنیشنل تبلیغی سٹال کی پبلسٹی

نمائش کمیٹی کی طرف سے مدراس کے مشہور انگریزی روزنامہ ڈیلی میل کے ۲۸/۲ کے شمارہ نمائش نمبر میں "احمدیہ انٹرنیشنل قادیان" کا اشتہار شائع کرایا گیا۔ اور کثیر تعداد میں انگریزی اشتہار "خوشخبری" شہر کے مختلف حصوں میں نیز نمائش کے اندر اور باہر ہینڈبلز کے ذریعہ تقسیم کرائے۔ چنانچہ کئی افراد یہ اشتہار لئے ہوئے سٹال پر پہنچے اور انہوں نے لٹریچر خرید کیا۔ ۵۰۰ کی تعداد میں پوسٹ کارڈ پر چھپے ہوئے دعوت نامے مسلم اخبارات اور شخصیتوں کو بڑے اہتمام سے بھجوائے۔ اس کام کو ہمارے احمدی بھائی مکرم مرزا عزیز بیگ صاحب نے بڑے اہتمام سے انجام دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس کے علاوہ میلاپالم (تلاتھ) مدراس کے مخلص احمدی دوست مکرم غضنفر محی الدین صاحب جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہوں۔ تبلیغ TRICHY کے مشہور ٹامل اخبار MARUMALARCHI جو

مسلم اخبار ہے اس میں "احمدیہ انٹرنیشنل قادیان" کا ایک اشتہار شائع کر دیا جس کے ذریعہ لوگوں کو مدراس کی نمائش میں آکر سٹال میں آنے کی تحریک کے علاوہ ایک حد سے زائد افراد نے خطوط کے ذریعہ ہم سے ٹامل لٹریچر طلب کیا ہے۔ اور ابھی تک اس سلسلہ میں چند خطوط روزانہ موصول ہو رہے ہیں۔ اور جن کو اب تک لٹریچر بھجوایا جا چکا ہے وہ خط و کتابت کے ذریعہ مزید لٹریچر اور معلومات حاصل کرنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر نمائش کی "ریکول" کی مزید کچھ توسیع ہوئی تو جو کام اس خصوص سے تمام ہیں اگر بھی انشاء اللہ سر انجام دینے کی کوشش کی جائیگی و باللہ التوفیق

بیرونی ممالک کے تجارتی وفدوں سے ملاقات اور قرآنی تحائف کی پیشکش

یوں تو نمائش میں بعض بڑی بڑی شخصیتیں آتی ہیں بعض اُن میں سے سرکاری حکام ہوتے ہیں۔ وہ اپنے طور پر نمائش دیکھنے آتے ہیں اُن کے لئے محکمہ نمائش کی طرف سے کوئی تقریب نہیں رکھی جاتی۔ البتہ محکمہ کو علم ہو لے پر اُن کے لئے صرف گائیڈ مہیا کیا جاتا ہے۔ ایسی شخصیتوں کو ہم کوئی تبلیغی تحفہ نہیں پیش کر سکتے۔ کیونکہ کسی کے سٹال یا PAVILION میں جا کر اپنا لٹریچر پیش کرنے کی اجازت نہیں۔ البتہ جو تجارتی Delegates حکومت کے توسط اختیار کر کے آتے ہیں اُن کے استقبال کا پبلک ریلیشن آفیسر کے ذریعہ انتظام ہوتا ہے اور اُن کے لئے باقاعدہ استقبالیہ کمیٹی ہے اور ان کی دعوت کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور ایسی تقاریب کے لئے نمائش میں گورنمنٹ ٹورسٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے انٹرنیشنل سنٹر مختص ہے۔

فلپائن کے تجارتی وفد سے ملاقات

مورخہ ۲۸/۲ کو فلپائن کے CONFEDRATION OF ASIAN CHAMBERS OF COMMERCE & INDUSTRY کے گیارہ افراد پر مشتمل وفد کے لئے محکمہ کی طرف سے انٹرنیشنل سنٹر میں عصرانہ ترتیب دیا گیا تھا۔ (۱) خاکسار (۲) مکرم کریم اللہ صاحب نوجوان جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ مدراس (۳) مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ مدراس۔ حسب ذیل کتب پر مشتمل روحانی تحفے لے کر وقت مقررہ پر سنٹر پہنچے۔

(۱) قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ
(۲) لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
(۳) انگریزی ٹیچنگز اسلامی اصول کی فلاسفی۔
(۴) احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔
(۵) اسلام کا نظام نو۔
(۶) پیغام امن و حرف انتباہ
(سب کتب انگریزی زبان میں)

دعوت عصرانہ میں شرکت کے بعد وفد کے پریذیڈنٹ MR. DEMETRIO AMUNOZ سے ہمارا تعارف کرایا گیا۔ مکرم نوجوان صاحب نے ہمارا تعارف کرانے کے بعد خوش آمدید کہا۔ اور جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت اور جماعت کی دنیا بھر میں تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد پریذیڈنٹ صاحب موصوف کی خدمت میں مندرجہ بالا تحفہ پیش کیا گیا۔ جس کے ساتھ ایک مراسلہ بھی لکھ کر پیش کیا۔ جس میں خاکسار نے مرکز اور احمدیہ انٹرنیشنل کی طرف سے سب کو خوش آمدید کہتے ہوئے روحانی تحفہ قبول کرنے اس سے پورا استفادہ کرنے اور اپنے ملک کے باشندوں کو بھی پیغام پہنچانے کی درخواست کی۔ پریذیڈنٹ صاحب موصوف نے بڑی خوشی سے یہ تحفہ شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ ان میں اُن کے ایک ساتھی ممبر نے ہم سے گفتگو کی اور بتایا کہ فلپائن میں بھی کافی مسلمان ہیں۔ اور ایک ممبر آف پارلیمنٹ بھی مسلمان ہیں۔ پھر سردو نے ہم سے دریافت کیا کہ کیا ہم یہ تحفہ آپ کی طرف سے وہاں کے مسلمانوں کے مرکزی ادارہ میں پہنچا دیں؟ ہم نے اُن سے درخواست کی کہ اس سے خود بھی فائدہ اُٹھائیں اور اپنے ملک کے باشندوں کو بھی یہ پیغام پہنچا دیں

ہم آپ کے ممنون ہوں گے۔ اس تقریب کی فوٹو کی اجازت بھی ہم نے حاصل کر لی تھی۔ مگر تنگی وقت کے مدنظر کوئی فوٹو گرافر نہ مل سکا۔ اتفاق سے مکرم نوجوان صاحب نے اُس تقریب پر آتے ہوئے ایک فوٹو گرافر سے فوٹو کا انتظام کر لیا اور اس تحفہ کی پیشکش کے وقت فوٹو بھی لے لیا گیا۔

سیلون کے وفد سے ملاقات

۲۸/۲ کو سیلون کے وفد کی آمد کی اطلاع اُن کے استقبالیہ سے صرف دو گھنٹے پیشتر ملی جبکہ ہمارے احباب بھی نمائش میں نہ تھے اور اُن کو بلانا بھی ممکن نہ تھا۔ خیر خاکسار اور مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ مدراس اپنا تحفہ لے کر انٹرنیشنل سنٹر پہنچ گئے۔ وہاں ایک بڑے پیمانہ پر عصرانہ کا انتظام تھا۔ جس میں سیلون کے وفد کے گیارہ افراد کے علاوہ شہر کے بعض معززین حکومت کے عہدیدار۔ غیر ملکی PAVILIONS کے نمائندے سنٹرس آف ٹریڈ کے عہدیدار اور پریس رپورٹر بھی تھے۔ اسی جگہ Public Relation officer نے تقریب کے صدر سے خاکسار کے لئے روحانی تحفہ (تبلیغی لٹریچر) پیش کرنے کی اجازت حاصل کی۔ جس پر موصوف نے مجھے بڑی شفقت سے کہا کہ اس تقریب میں تقاریر کا سلسلہ ہے۔ خاکسار بھی اس میں شرکت کر سکتا ہے تقاریر سے فراغت کے بعد موصوف خاکسار کو وفد کے پریذیڈنٹ سے ملائیں گے اُس وقت خاکسار اپنا تحفہ پیش کر دے چنانچہ خاکسار نے اسی طرح کیا۔ تقاریر کے پروگرام کے بعد موصوف نے خاکسار کا سیلون ڈیلیگیشن کے صدر سے تعارف کرایا۔ خاکسار نے موصوف اور اُن کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے اپنا جماعت کا۔ جماعت کے کارناموں اور مرکز کا تعارف کرایا اور لٹریچر پیش کرتے ہوئے ان سے درخواست کی کہ اس پیغام کو جو اس لٹریچر میں ہے بغور مطالعہ فرماویں اور اپنے وطن جا کر اپنی قوم تک یہ خدائی پیغام پہنچا دیں۔ جو ہمارے لئے باعث ممنونیت ہوگا۔ موصوف نے بڑی ہی مسرت سے تحفہ قبول کیا۔ اور بار بار شکریہ ادا کیا اور مجھے اُسی جذبہ میں پکڑ کر وائس پریذیڈنٹ اور دوسرے ساتھی ممبروں سے ملایا۔ ان

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

اعلان برائے انتخابات جدید جماعت احمدیہ بھارت

چونکہ موجودہ عہدیداران جماعت کی میعاد عہدہ ۳۰ اپریل ۱۹۶۸ء کو ختم ہو رہی ہے۔ اس لئے تمام جماعتوں کو لازم ہے کہ آئندہ تین سال کے لئے نئے انتخاب کروا کر ۳۰ اپریل ۱۹۶۸ء سے قبل عہدیداران کی فہرستیں نظارت علیا میں بھجوا دیں۔ نئے عہدیداران یکم مئی ۱۹۶۸ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۱ء تک تین سال کے لئے منتخب کئے جائیں گے اور ان کا انتخاب اُن قواعد کے ماتحت ہوگا جو کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے منظور کردہ ریزولیوشن نمبر ۵۵ مورخہ ۱۴ عیز معمولی ریکارڈ ہو چکا ہے۔ جماعتوں کے پاس قواعد انتخاب پہلے موجود ہوں گے پھر بھی اگر ضرورت ہوں تو بذریعہ پوسٹ کارڈ نظارت ہذا سے منگوائے جا سکتے ہیں۔ جملہ مبلغین کرام اور انسپکٹر صاحبان بیت المال بھی انتخاب کی طرف جماعتوں کو توجہ دلا دیں تا یہ کام بھی وقت پر ہو جائے اور اس کی منظوری بھی بر وقت ہو جائے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

تحریک جدید کے وعدے

تحریک جدید کا ہفتہ وعدہ جات واضافہ وعدہ جات کے نئے منانے کی تحریک کی گئی تھی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں اپنی مبارک قلم سے رقم فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی برکت سے کامیابی نصیب ہو۔"

عہدہ داران و مبلغین کرام اور لجنات و خدام الاحمدیہ کی کارگذاری کی اطلاعات کا انتظار ہے تا حضور کی خدمت میں رپورٹ کے ساتھ ان کے لئے دعا کے لئے عرض کیا جا سکے۔ محترم مبلغین۔ لجنات و خدام کو نظارت دعوۃ و تبلیغ مرکزی لجنہ اماء اللہ اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے تحریک کی گئی تھی۔

اگر کسی جماعت میں ابھی وعدے حاصل کرنے کا کام باقی ہو تو مہربانی کر کے اس کام کی تکمیل جلد از جلد فرمائی جائے۔ تا دفتر ہذا وصولی کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول کر سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض باحسن طریق انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار ملک صلاح الدین وکیل المال تحریک جدید قادیان

دو صحابہ کے حالات پر مقالہ

خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو صحابہ حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی اور حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی رضی اللہ عنہم کے بارہ میں ایک مقالہ لکھنے کا خواہشمند ہے جو احباب اس سلسلہ میں میری مدد کر سکتے ہوں ان سے نہایت ہی عاجزی سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد خط و کتابت کر کے اعانت فرمائیں۔

خاکسار عزیز الرحمٰن خالد متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ
ضلع جھنگ۔ مغربی پاکستان

خط و کتابت بابت خریداری بدر مینیجر اخبار بدر کے نام فرماویں

محترم مولوی سید محمد محسن صاحب احمدی آف سونگھڑہ کی وفات

میرے محترم چچا مولوی سید محمد محسن صاحب احمدی جو اڑیسہ کے پرانے احمدیوں میں سے تھے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جو نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے تبلیغ احمدیت جن کا رات دن کا مشغلہ تھا۔ جنہوں نے ایک لحاظ سے اس راہ میں اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی جن کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں خلافت ثانیہ کے عہد سعادت عہد میں کیرنگ اور سونگھڑہ ضلع بالیسر میں دو مخلص جماعتیں قائم ہوئیں۔ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۶۸ء کو صبح تقریباً آٹھ بجے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب جماعت کی خدمت میں دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ وہ مرحوم کی بلندی درجات اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور اپنے قرب میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین۔ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے غمزدہ اور بے سہارا بیوی بچوں کا حافظ و ناصر اور متکفل ہو اور انہیں اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار سید محمد زکریا احمدی عفی عنہ
صدر جماعت احمدیہ کیرنگ اڑیسہ

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر جلسے

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب کے سلسلہ میں حسب ذیل جماعتوں کی طرف سے جلسے منعقد کئے جانے کی مزید اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

جماعتہائے احمدیہ سونگھڑہ۔ کیرنگ۔ سرینگر۔ لجنہ اماء اللہ بنگلور۔ لجنہ اماء اللہ شیموگہ۔ ان جلسوں کی تفصیلی رپورٹ بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو حضرت مصلح موعود کے ارشادات پر عمل پیرا ہوتے اور حضور کے بتائے ہوئے طریق پر بڑھ چڑھ کر دینی خدمات کی توفیق دے۔ آمین۔

سات کی بجائے آٹھ

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم مارچ ۱۹۶۸ء سے موجودہ مہنگائی کے پیش نظر ہندوستان کے دیگر اخبارات نے بھی مجبور ہو کر اپنے اپنے اخبارات کی سالانہ شرح میں اضافہ کر دیا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری اور فیصلہ کے مطابق اخبار بدر کا سالانہ چندہ سات روپے کی بجائے آٹھ روپے کر دیا گیا ہے۔ آئندہ احباب ۸/۰ روپے سالانہ کے حساب سے رقم بھجواتے ہوئے چندہ اخبار بدر بھجوایا کریں۔

مینیجر بدر

قادیان میں عید الاضحیہ کے موقعہ پر

جماعت احمدیہ کی طرف سے معززین شہر کو دعوت چائے !

قادیان ۱۰ مارچ بروز اتوار آج مقامی طور پر عید الاضحیہ منائی گئی۔ اس خوشی کے موقعہ پر ساڑھے چار بجے شام چائے پارٹی کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جس میں تمام میونسپل کمشنر اور شہر کے معززین کو مدعو کیا گیا۔ جناب ڈی سی سما صاحب و جناب ایس ڈی ایم صاحب بٹالہ کی خدمت میں بھی درخواست کی گئی تھی۔ وہ حسب روایات ہماری اس خوشی میں شرکت فرماتے۔ لیکن سرکاری مصروفیات کے باعث وہ تشریف نہ لاسکے۔ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے تشریف لائے۔ تمام معززین کی مٹھائی و چائے سے تواضع کی گئی۔ اور اس طرح معززین شہر کی تشریف آوری ہماری عید کی خوشی میں مزید اضافہ کا باعث ہوئی۔

(نامہ نگار خصوصی)

مدراس کی عالمی نمائش میں "احمدیہ انٹرنیشنل قادیان تبلیغی سٹال"

(بقیہ صفحہ ۱۱)

اُن سے ملنے کو بھی خواہاں رہا جماعت اور حضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اس ڈپٹی ٹیلنٹ میں ایک مسلم ممبر بھی تھے انہوں نے خود آگے بڑھ کر اپنا تعارف کرایا اور بتایا کہ میرا نام جہانگیر ہے۔ میں انتہائی تعجب سے یہ دیکھ رہا تھا کہ اس جگہ جہاں کوئی مذہب سے تعلق رکھنے والا ایک شخص بھی نظر نہیں آتا آپ کے اس تبلیغی جذبہ کو زبردست سراہتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ خدا تعالےٰ آپ لوگوں کو تبلیغ کو ساری دنیا میں کامیاب کرے۔ (آمین)

ہم نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ ہمارے پیش کردہ لٹریچر کا ضرور مطالعہ کریں۔ خاکسار کی اس گفتگو کو تمام حاضرین سن رہے تھے۔ چنانچہ اس گفتگو سے متاثر ہو کر ایک ہندو معزز زمیری طرف آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے ان لوگوں کو قرآن مجید کے علاوہ اور کون کون سی کتب دی ہیں جس نے موصوف کو ان کتب کا نام بتایا۔ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں پوچھا کہ وہ کس ملک کے رہنے والے تھے۔ یہ بتانے پر کہ وہ ہندوستان کے مایۂ ناز فرزند تھے بہت مسرور ہوئے

غیر ملکی جرنلسٹوں کو احمدیت کا لٹریچر پہنچایا گیا

ہمیں محکمہ نے اطلاع دی کہ ۲۸ کو چند غیر ملکی جرنلسٹ آرہے ہیں۔ مگر محکمہ کس وجہ سے اُن سے آپ کو ملنے سے قاصر ہے کہ وہ اپنے طور پر مختلف exhibitions میں جائیں گے جہاں ہم سے اُن کو متعارف کرایا نہیں خود ملنے کی اجازت دینا محکمہ کے اختیار کی بات نہیں چنانچہ خاکسار نے یا دیگر سے دانٹیرز کے

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڑیسہ

انشاء اللہ العزیز جماعت احمدیہ کیرنگ اڑیسہ کا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۳، ۱۴ اپریل بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہو گا۔ مہمانان کرام کے قیام و طعام کا انتظام جماعت احمدیہ کیرنگ کے ذمہ ہو گا۔ احباب جماعت احمدیہ اڑیسہ سے درخواست ہے کہ وہ اس جلسہ میں شرکت کر کے اسے کامیاب بنائیں۔ دعوتی کارڈ جو جماعتوں میں بھجوائے جارہے ہیں۔ وہ عزیزان جماعت و دوستوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے ہیں۔ احباب جماعت احمدیہ کو اخبار "بدر" میں اعلان ہذا کے ذریعہ سے شرکت جلسہ کی دعوت عام ہے۔

السید اغنی بشیر خان

پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کیرنگ

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

جیسا کہ اس سے قبل اعلان کے ذریعہ جماعتوں کو اطلاع دی جاچکی ہے کہ اس سال مورخہ ۲۳ مارچ کو یوم مسیح موعود منایا جائے گا۔ بطور یاد دہانی پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعتیں اپنی اپنی جگہ پر ۲۳ مارچ کو یوم مسیح موعود پوری شان کے ساتھ منائیں۔ اور اس کی رپورٹ مع تصاویر بلا تاخیر بجلد نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

امیر رحمت اللہ صاحب بی۔ اے قائد خدام الاحمدیہ یا دگیر کی قیادت میں چند مستعد نوجوانوں کو بھیجا اور ہدایت دی کہ اس طریق سے اُن جرنلسٹوں کو سلسلہ کا پیغام لٹریچر کے ذریعہ پہنچا دیا جائے چنانچہ موصوف نے یہ کام بڑی عمدگی سے سرانجام دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

(باقی)

محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب کا ذکر خیر

(بقیہ صفحہ ۹)

اس زمانہ میں ان دونوں حضرات کی مہارت فن و جلالت علم کا طوطی بولتا تھا...... حضرت علامہ کی زبان نہایت شستہ اور لب و لہجہ بے حد پروقار اگرچہ ظرافت سے خالی نہیں۔ تبحر وسعت اور دقت نظر کا یہ عالم معلوم ہوتا تھا کہ ایک بحر بیکراں علم موجزن ہے۔ اگرچہ حضرت الاستاذ کی شہرت منطق میں تھی لیکن واقعہ یہ ہے کہ علوم عقلیہ کی طرح علوم دینیہ میں بھی بلوغ و نفوذ کا یہی عالم تھا چنانچہ حدیث اور فقہ کی انتہائی اور آخری کتابوں کا درس دینا شروع کیا تو اس میں بھی وہی کمال کر دکھایا۔"

(رسالہ الحق دہلی ماہ جنوری ۱۹۶۸ء صفحہ ۳۰)

مولانا کے شاگرد مولوی محمد علی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔

"دینی تعلیم کا ایک باب مکمل ہو گیا وہ حضرت قاسم العلوم مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ سرہ کے علوم کے امین شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے چہیتے شاگرد تربیت یافتہ اور معتمد علیہ تھے...... اجلۂ و طبقۂ مدرس تھے ان کی یادگار کہئے یا تصنیف کم و بیش سات ہزار علماء ہیں جنہوں نے ان سے سبق لیا اور فیض صحبت سے مستفید ہو کر اہل قلم، صاحب زبان، ارباب دل بنے، ہندو پاک کے علماء میں بہت ہی کم تعداد ایسے علماء کی ہوگی جنہوں نے براہ راست یا بالواسطہ ان سے فیض نہ اُٹھایا ہو اور شرف گردی کا شرف حاصل نہ کیا ہو۔ ان کا اٹھاون سالہ عہد تدریس دینی تعلیم کی تاریخ میں ریکارڈ ہے وہ دو نسلوں کے استاذ تھے۔" (ترجمان ۱۵ جنوری ۱۹۶۸ء)